محمد جعفر شاہ پھلواروی

لیلۃ القدر

لیلۃ القدر کی فضیلت اسی وقت نکھر کر سامنے آسکتی ہے جب پہلے یہ معلوم کر لیا جائے کہ از روئے قرآن اس کی کیا حقیقت ہے۔ قرآن کریم میں ایک آیت تو وہ ہے جس کی رو سے قرآن کا نزول ماہ رمضان میں ہوا ہے۔ آیت یوں ہے:

شهر رمضان الذی انزل فیه القرآن

رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا

پھر دوسری جگہ ذکر ہے کہ:

انا انزلنٰه فی لیلة القدر

ہم نے قرآن کو شب قدر میں نازل کیا

ان دونوں آیتوں کو ملائیے تو صرف ایک ہی نتیجہ نکلے گا اور وہ یہ ہے کہ رمضان کی کوئی ایک شب تھی جس میں قرآن نازل ہوا اور اسی شب کا نام لیلۃ القدر رہے۔ بس یہی نزول قرآن اس کی اصل فضیلت ہے جس کے بعد کسی اور فضیلت کے ذکر کی چنداں ضرورت بھی نہیں۔ ہاں اس کی تھوڑی تفصیل خود قرآن نے بیان فرمائی ہے۔ اسے بھی سن لینا چاہیے۔ لیکن اس سے پہلے قدر کا مفہوم متعین کر لینا چاہیئے تاکہ لیلۃ القدر کا مطلب زیادہ وضاحت سے سامنے آجائے۔

عربی لغات میں لفظ قدر کے بہت سے معانی لکھے ہیں اور تقریباً ہر معنی کے لحاظ سے اس رات کو شب قدر کہا جاسکتا ہے۔ قدر کے معنی ہیں توانا اور قوی ہونا، اندازہ کرنا، مقدار کے مطابق کرنا، غور و فکر کرنا، فیصلہ کرنا، حکم لگانا، رزق تقسیم کرنا، تدبیر کرنا اور تعظیم کرنا وغیرہ۔ بلاشبہ نزول قرآن نے انسانیت کو بڑی توانائیاں اور قوتیں بخشی ہیں۔ ہر معاملے میں صحیح اندازہ اور مقدار عطا فرمائی ہے۔ غور و فکر کی دعوت بھی سب سے زیادہ قرآن ہی نے دی ہے۔ صحیح قدروں کے متعلق قرآن نے جو فیصلہ کیا ہے اور جو حکم لگایا ہے وہی درست ہے۔ تقسیم رزق کا جو نظام قرآن نے دیا ہے وہی صحیح ترین نظام معاش ہے۔ پھر تدبیر کائنات کی ساری راہنمائی قرآن ہی کے ذریعے دنیا کو ملی ہے اور ان تمام وجوہ سے یہ رات قابلِ تعظیم بھی ہے۔ ان سارے معانی کو سمیٹ کر ایک لفظ میں اگر ادا کیا جائے تو اسے لفظ قدر سے ادا کیا جا سکتا ہے اور ان تمام معانی کے لحاظ سے یہ رات لیلۃ القدر ہو گی۔

اس مفہوم کے لئے قرآن نے ایک اور جامع لفظ بھی استعمال کیا ہے اور وہ ہے لیلۃٌ مبارکۃٌ۔ یعنی برکت والی رات۔ ارشاد ہے کہ:

حٰمٓ ۝ والکتٰب المبین ۝ انا انزلنٰہ فی لیلۃ مبارکۃ انا کنا منذرین ۝

قسم ہے اس واضح کتاب کی ہم نے اسے ایک بڑی با برکت رات میں نازل کیا ہے......

غرض اس رات کو قدر کے سارے معانی کی رعایت سے "شب قدر" کہئے یا "شب مبارک" کے لفظ سے یاد کیجئے، بات ایک ہی ہے۔ دنیا کی ساری برکتیں اور سعادتیں قرآن کے اندر سمٹی ہوئی ہیں اس لئے جس شب کو قرآن نازل ہوا ہو اس کے مبارک یا با برکت ہونے میں کلام ہی کیا ہو سکتا ہے؟ اب ذرا اس کی قدر و عظمت اور سعادت و برکت کا کچھ مزید ذکر خود قرآن کی زبان سے سنئے۔ لیلۃ القدر کے متعلق ایک پوری سورت ہی نازل ہوئی ہے جس کا نام بھی سورۃ القدر ہے۔ یہ مختصر سی سورت یوں ہے:

انا انزلنٰہ فی لیلۃ القدر ۝ وما ادرٰک ما لیلۃ القدر ۝ لیلۃ القدر خیر من الف شہر ۝
تنزل الملٰئکۃ والروح فیہا باذن ربہم من کل امر ۝ سلٰم ھی حتی مطلع الفجر ۝

ہم نے یقیناً قرآن کو شب قدر میں نازل کیا ہے۔ جانتے بھی ہو کہ یہ شب قدر کیا چیز ہے؟ شب قدر تو ہزار مہینوں سے بھی بہتر ہے۔ اس رات بہ حکم ربی فرشتے اور روح امین ہر قسم کے احکام لے کر نازل ہوتے رہے۔ سلامتی ہے۔ یہ شب نمود صبح تک قائم رہی۔

ان آیات میں شب قدر کی ساری فضیلتیں سمٹی ہوئی ہیں۔ ان کی تشریح سننے سے پہلے ایک ضروری بات سن لیجئے۔ آخری دو آیتوں کا ترجمہ عام طور پر یوں کیا جاتا ہے کہ اس رات میں فرشتے اور روح امین ہر کارِ خیر لے کر نازل ہوتے ہیں اور یہ رات طلوع فجر تک رہتی ہے۔ لیکن یہ ترجمہ محلِ نظر ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جس شب کا یہاں ذکر ہے وہ ہر سال نہیں آتی۔ ایک ہی بار آئی تھی۔ قرآن ایک ہی بار سنہ نبوت میں نازل ہوا تھا۔ ہر سال نہیں نازل ہوتا۔ یہ تمام کیفیات اسی ایک شب سے متعلق ہیں جس میں قرآن نازل ہو رہا تھا۔ ہاں یہ صحیح ہے کہ رمضان کی جس شب کو قرآن نازل ہوا وہ تاریخ یقیناً ہر سال آتی ہے لیکن وہ مخصوص شب قدر ہر سال نہیں آتی۔ یوں سمجھئے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ایک ہی بار ہوئی۔ ہر سال نہیں ہوتی، لیکن وہ تاریخ ولادت بہر حال ہر سال ضرور آتی ہے اور آتی رہے گی۔ پاکستان ۱۹۴۷ء کے جمعۃ الوداع کو بنا تھا۔ یہ تاریخ تو ہر سال آتی ہے لیکن پاکستان ہر سال نہیں بنتا۔ اسی طرح قرآن ایک ہی بار رمضان کی کسی شب میں نازل ہوا لیکن اس کی تاریخ ہر سال خود بخود آتی ہے۔ غرض شب قدر ایک بار آ چکی اور اس کی تاریخ ہر سال آتی ہے مگر ایک فرق کے ساتھ۔ وہ فرق یہ ہے کہ نزول قرآن کا مہینہ تو ہمیں معلوم ہے کہ وہ رمضان ہے لیکن تاریخ نزول کا کوئی صحیح علم نہیں۔ امام باقر

سترہویں رمضان بتاتے ہیں۔ صحابہ و تابعین کی ایک جماعت چوبیسویں رمضان بتاتی ہے اور امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں ایک ارشاد نبوی بھی اس کی تائید میں نقل کیا ہے۔ بعض دسویں رمضان کو بھی نزول قرآن کی تاریخ بتاتے ہیں پس اگر شب قدر نام ہے نزول قرآن کی شب کا تو اس کی کوئی تاریخ متعین طور پر نہیں بتائی جاسکتی بعض احادیث میں شب قدر کے متعلق یہ ارشاد نبوی بھی ہے کہ:

فالتمسوها فی التاسعة والسابعة والخامسة

شب قدر کو انتیسویں، ستائیسویں اور پچیسویں رمضان کی تاریخوں میں تلاش کرو۔

یہ ظاہر ہے کہ لیلۃ القدر وہی شب ہے جس میں قرآن نازل ہوا اور روایات میں وہ دسویں سترھویں یا چوبیسویں رمضان ہے۔ پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ ۲۵ویں، ۲۷ویں اور ۲۹ویں رمضان میں شب قدر کہاں سے آ گئی؟ اور اگر یہ تاریخیں بھی نزول قرآن کی روایات میں شامل کر لی جائیں۔ تو ایک بڑا اہم سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حضور نے صاف صاف کیوں نہ بتا دیا کہ رمضان کی فلاں تاریخ کو شب قدر ہے؟ کیا یہ بات ذرا بھی یقین کے قابل ہوسکتی ہے کہ نزولِ قرآن یا آغازِ وحی جیسا عظیم الشان واقعہ پیش آیا ہو اور حضور کو اس کی تاریخ بھی یاد نہ رہی ہو؟ سیرت کی ہر کتاب میں یہ واقعہ درج ہے کہ حضور اسی روز غارِ حرا سے واپس آئے اور اسی دن حضرت خدیجہ، حضرت ابوبکر، حضرت علیؓ حضرت زید ایمان لے آئے۔ اگر حضورؐ کو نزول قرآن کی تاریخ یاد نہ ہوتی تو ان حضرات میں سے کسی کو وہ تاریخ یاد نہ ہونے کی کوئی معقول وجہ سمجھ میں نہیں آتی۔

یہ بات بھی عجیب سی معلوم ہوتی ہے کہ حضور اپنی اُمت کو ایک ایسے مبہم سے چکر میں ڈال دیں جس کی آج تک کوئی وضاحت نہ ہوسکے۔ ان تیرہ صدیوں کی مدت میں ایک شخص بھی ایسا سننے میں نہیں آیا جس نے یہ دعوےٰ کیا ہو کہ مجھے شب قدر مل گئی۔ بعض روایات میں شب قدر کی عجیب علامتیں بھی بیان کی گئی ہیں، مثلاً یہ کہ اس رات کو کتے نہیں بھونکتے اور کھاری پانی میٹھا ہو جاتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ اس اُمت میں بے شمار شب زندہ دار گزرے ہیں لیکن کسی سے بھی ان علامات کی تصدیق سننے میں نہیں آئی۔ یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ حضور اپنی اُمت کو ایک ایسی چیز کی تلاش میں ڈال جائیں جس کا صدیوں میں کبھی پتا نہ چل سکے۔ اس لئے یہ سمجھ لینا چاہئے کہ یہ تمام روایات جن کا تعلق شب قدر کی جستجو یا علامات سے ہے یا تو قابلِ تاویل ہیں یا محلِ نظر۔

حقیقت صرف اتنی ہی بھر ہے جو قرآن نے بیان کر دی ہے اور وہ یہ ہے کہ ماہِ رمضان کی کسی شب میں قرآن نازل ہُوا۔ اب رہا یہ کہ وہ کون سی رات تھی؟ اس کے بتانے کی نہ ضرورت تھی نہ اس کا کوئی خاص فائدہ تھا۔ اُمت کا تعلق قرآن کے احکام سے ہے نہ کہ اُس تاریخ سے جس میں قرآن نازل ہُوا۔ قرآن رمضان کی کسی تاریخ میں بھی نازل ہُوا ہو اس سے ایمان بالقرآن میں فرق ہی کیا پڑتا ہے؟ اسی تلاشِ تاریخ کے چکر سے نکلنے کے لئے کسی نے گُر کی بات کہہ دی ہے کہ:

اے شیخ چہ جوئی زشبِ قدر نشانی　　　ہر شب شب قدر است اگر قدر بدانی

اگر وقت کی قدر ہو تو ہر رات قدر کی رات ہے۔ اُمت کا تعلق قرآن سے، اس کے احکام سے اور اس کے دئیے ہوئے نظام سے ہونا چاہئیے نہ کہ خاص اس کی تاریخ نزول سے۔ رمضان کا مہینہ آنے کے بعد فقط روزوں ہی کا خیال نہ آنا چاہئیے بلکہ پہلے یہ خیال آنا چاہئیے کہ اس ماہِ مبارک میں وہ کتاب نازل ہوئی ہے جس نے نئی قدریں بخشی ہیں، جس نے زمانے کی کایا پلٹ کر رکھ دی اور جس کے سوا کوئی دوسرا نظامِ زندگی درست نہیں ہو سکتا۔ اور جس میں فقط روزوں ہی کا ذکر نہیں بلکہ انسانی معاشرے کے لئے مکمل اور جامع ضابطۂ حیات موجود ہے جو ہر زمان و مکان کے لئے اور ساری انسانیت کے لئے آخری اور ابدی پیغام ہے۔ ایسی انقلاب انگیز کتاب جس مہینے میں نازل ہوئی ہو اس کے مبارک ہونے میں کیا شبہ ہو سکتا ہے اور جس شب میں ایسی قابلِ قدر کتاب سینۂ نبوت میں اُتاری گئی ہو اس کے شب قدر ہونے میں شک ہی کیا ہو سکتا ہے۔ یقیناً یہ ایک رات ہزاروں راتوں پر بھاری ہے۔ ہزاروں راتیں ہی نہیں بلکہ قرآن کہتا ہے کہ:

لیلۃ القدر خیر من الف شھر۔ یہ ایک رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے

جس میں ہزار مہینے کے دن اور راتیں سب ہی شامل ہیں۔ یہ "ہزار" کا لفظ مخصوص تعداد کے لئے نہیں بلکہ اس سے مراد بے شمار زمانے ہیں:

صد جہانِ تازہ در آیاتِ اوست　　　عصرہا پیچیدہ در آناتِ اوست

بعض اوقات ایک انسان کی زندگی میں ایک معمولی سا لمحہ ایسا آتا ہے جو اس کی پوری زندگی کا رُخ پلٹ کر رکھ دیتا ہے اور اسے ایک نئے موڑ پر لے آتا ہے جو اس کی زندگی کا نقشہ ہی بدل دیتا ہے۔ ایسا لمحہ بلاشبہ پوری کی پوری زندگی سے زیادہ قیمتی ہوتا ہے۔ پھر وہ رات سارے زمانے سے زیادہ قیمتی کیوں نہ ہو جس میں قرآن نازل ہوا؟ — وہ قرآن جس نے پورے کاروانِ انسانیت کو ایک نئی جگمگاتی ہوئی راہ پر ڈال دیا۔

جو شخص شب قدر حاصل کرنا چاہتا ہے وہ نزولِ قرآن کی صحیح تاریخ جانے بغیر بھی حاصل کر سکتا ہے۔ وہ کسی تاریخ کو بھی یہ عہد کرے کہ اپنا دستورِ زندگی قرآن کو بنائیں گے، اسی سے وابستہ رہیں گے، اسی پر ہمارا ایمان و عمل ہوگا۔ یقین کیجئے کہ جس ساعت میں وہ یہ عزم کرے گا وہ ساعت اس کے لئے شب قدر ہوگی اور اس کی یہ ساعت بلاشبہ ہزاروں مہینوں کی راتوں اور دنوں سے بہتر و خوش تر ہوگی۔ اور اگر یہ عزم نہ ہو تو ساری عمر کی شب بیداری بھی شب قدر سے ہمکنار ہونے کا موقع نہ دے گی۔

قرآن کی بیان کردہ حقیقی شب قدر تو ایک ہی بار آئی۔ اس کے بعد ہر سال وہ نہیں آتی۔ صرف اس کی تاریخ ہی آتی ہے جو آج تک کسی کو معلوم نہیں ہو سکی کیونکہ نہ وہ بتائی گئی اور نہ اسے بتانے کی کوئی ضرورت ہی

تھی۔ جو بات بتانے کی تھی وہ بتادی گئی اور وہ صرف اسی قدر ہے کہ شب قدر رمضان میں ہے کیونکہ اسی مہینے کی کسی شب کو قرآن نازل ہوا تھا۔ اب اُمت کا تعلق قرآن سے ہے نہ کہ اس کی تاریخ نزول سے۔ ہاں اگر کوئی انسان بھی اس شب قدر سے فائدہ حاصل کرنا چاہتا ہے تو وہ تاریخ نزول کی جستجو سے حاصل نہ ہوگا بلکہ قرآن کو اپنی روح میں جذب کرنے سے حاصل ہوگا اور جس وقت وہ ایک عزم صمیم کے ساتھ اسے اپنانے کا عہد کرلے گا وہ وقت اس کے لئے ہزاروں راتوں سے بہتر ہوگا کیونکہ نزول قرآن کا مقصد اسی طرح پورا ہوسکتا ہے۔

تصنیفاتِ مولانا محمد حنیف ندویؒ

افکارِ غزالی

امام غزالی کے شاہکار "احیاء العلوم" کی تلخیص اور ان کے افکار پر سیر حاصل تبصرہ
قیمت ۸ روپے ۸ر آنے۔

افکارِ ابنِ خلدون

عمرانیات اور فلسفۂ تاریخ کے امام اوّل ابنِ خلدون کے تنقیدی عمرانی اور دینی وعلمی خیالات وافکار کا تجزیہ۔ قیمت ۴ روپے ۴ر آنے۔

مسئلہ اجتہاد

قرآن، سنت، اجماع، تعامل اور قیاس کی فقہی قدر وقیمت اور ان کے حدود پر ایک غائر نظر۔ قیمت تین روپے۔

ملنے کا پتہ :۔ ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ۔ کلب روڈ۔ لاہور